مسلمانوں کے علمی کارنامے

(۲)

(از مولوی محمد سلیمان صاحب صدیقی ہسنیاوی دہاری) متعلم رحمانیہ

قرآن وحدیث کی خدمات

جب خلفائے بنی امیہ کا دور شروع ہوتا ہے تو انھوں نے اس طریق تعلیم میں جو ابتدا سے چلا آتا تھا بہت زیادہ توسیع کی اسے منظم اور باقاعدہ کر دیا مسلمانوں کی تعلیم کا سب سے بڑا محور قرآن مجید تھا جو اگرچہ خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں مدون و مرتب ہو چکا تھا لیکن وہ اب تک غیر معجم یعنی بے اعراب اور غیر منقوط تھا اگرچہ اہل عرب کے لئے اس کی قرأت میں چنداں دشواری نہ تھی لیکن جب عجمی قومیں اسلام لائیں تو ان کو اس کی قرأت میں دقتیں پیش آئیں اور عراق میں اس کے متعلق سخت غلطیاں پھیل گئیں جب حجاج نے یہ حالت دیکھی تو فوراً اس کا تدارک کیا اور قرآن مجید میں اعراب اور نقطے لگوا کر تمام ملک میں اس کے متعدد نسخے تقسیم کئے[ع۵] تفسیر کی پہلی کتاب اسی عہد میں ابن جریرؒ نے عبدالملک کے حکم سے لکھی جو آج تفسیر ابن جریر کے نام سے مشہور ہے احادیث کا سرمایہ جو اب تک متفرق و غیر مرتب تھا اس کی تدوین و تالیف کے لئے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے قاضی ابوبکر بن حزم کو جو ان کی طرف سے مدینے کے گورنر تھے لکھا انظر ماکان من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاکتبہ فانی خفت دروس العلم وذھاب العلماء ولا یقبل الا حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی احادیث نبویہ کی تلاش کر کے ان کو لکھ لو کیونکہ مجھے علم کے مٹنے اور علما کے فنا ہونے کا خوف معلوم ہوتا ہے اور صرف رسول اللہ صلعم کی حدیثیں قبول کی جاویں حافظ ابن حجر کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مدینہ ہی کے گورنر کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ انھوں نے تمام صوبوں کے گورنروں کے پاس یہی حکم بھیجا تھا جب اس حکم کی تعمیل ہو گئی تو انھوں نے احادیث کے متعدد مجموعے تیار کرا کے تمام ممالک محروسہ میں تقسیم کئے۔ جو ممالک دور افتادہ تھے وہاں کے لوگوں کی تعلیم کے لئے خود متعدد علما کو روانہ کیا چنانچہ حضرت نافع کو مصر بھیجا کہ وہاں کے لوگوں کو علم حدیث کی تعلیم دیں جعثل بن عاہان کو جو قرا میں تھے مصر سے مغرب کیطرف بھیجا کہ وہاں جا کر لوگوں کو قرأت سکھائیں بدوؤں کی تعلیم و تربیت کے لئے یزید بن ابی مالک الدمشقی اور حارث بن یمجد الاشعری کو متعین کیا اور وظیفے مقرر کئے فن مغازی اور مناقب کے ساتھ خاص طور پر اعتنا کیا اور عاصم بن عمر بن قتادہ کو جو مغازی اور سیرت میں کمال رکھتے تھے حکم دیا کہ مسجد دمشق میں بیٹھ کر مغازی اور مناقب کا درس دیں مذہبی علوم وفنون کے علاوہ اس زمانے میں یونانی علوم وفنون بھی عربی زبان میں منتقل ہوئے چنانچہ ابن آثال نے حضرت معاویہ کے لئے یونانی زبان سے عربی زبان میں طب کی کتابوں کا ترجمہ کیا اور اسلام میں یہ پہلا ترجمہ تھا جو غیر زبان سے کیا گیا مروان بن حکم کے زمانہ میں بصرہ میں ایک یہودی طبیب ماسرجویہ تھا جس نے سریانی سے طب کی ایک کتاب کا عربی زبان میں ترجمہ کیا جو خزانہ شاہی میں محفوظ رکھا گیا اس کے علاوہ خالد بن یزید بن معاویہ نے جو طب اور کیمیا کا بہت بڑا ماہر تھا۔ متعدد فلسفہ کی کتابوں کا ترجمہ کرایا اور حکما کی ایک جماعت نے کام کیا ان علوم کے علاوہ لغت شاعری اور تاریخ وغیرہ کی

ع۵ ابن خلکان تذکرہ حجاج

کتابیں بھی اس عہد میں تصنیف کی گئیں اور اسی طرح تقریباً تمام اسلامی علوم و فنون کی تدوین و تالیف کا سلسلہ شروع ہو گیا اسی دور سے ایسی ایسی ہستیاں ظہور پذیر ہونی شروع ہوئیں جو شمع علم حدیث پر پروانہ وار فریفتہ و شیدائی تھیں جن کو محدثین جیسے پاکیزہ لقب سے ملقب کیا جاتا ہے ان کے وجود گرامی نے طلب حدیث میں ایسی کوشش و کاوش سے کام لیا کہ جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے چنانچہ طلب حدیث کی دشوار گذار وادیوں میں جسقدر مصیبتیں و تکلیفیں رونما ہوئیں اُن سب کو ان عاشقان حدیث نے صبر و شکیب کی تلوار بے نیام سے ٹکرا کر اپنے مقاصد عالیہ میں کامیاب ہوئے اور آسمان علم حدیث کے افق سے طلوع ہو کر دنیائے علوم کو متحیر و ششدر بنا دیئے اس پاکیزہ علم کی تحصیل میں ہر قسم کی جانی و مالی قربانیاں کیں چنانچہ جو ان میں دولتمند اور صاحب ثروت تھے وہ اس پاکیزہ علم کی قربانگاہ پر اپنی دولت کو بھینٹ چڑھا دینے میں کوئی دریغ نہیں کرتے تھے اور جو غریب تھے وہ باوجود اپنی ناداری و مفلسی کے اپنی زندگیاں اس کے لئے وقف کر دیتے تھے جس کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں جس سے ان کے علمی ذوق و شوق کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی خاطر اپنی دولت کو پانی کی طرح بہا دیا۔ امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تلاش میں اپنی تمام جائداد صرف کر دی اور آخر میں اپنے مکان کی شہتیر بھی فروخت کر ڈالی اور ان سڑے ہوئے چھوہاروں پر زندگی بسر کرنے لگے جو اہل مدینہ پھینک دیا کرتے تھے عبداللہ بن مبارکؒ نے حدیث کی تلاش میں چالیس ہزار درہم خرچ کر دیئے یحییٰ بن معینؒ نے دس لاکھ سے زیادہ تحصیل حدیث میں صرف کر دیئے امام ذہبیؒ نے پندرہ لاکھ اور ابن رستم نے تیس لاکھ اور عبیداللہ نے ستر لاکھ درہم نقری علم حدیث کے حاصل کرنے میں خرچ کئے ان تشنگان حدیث میں جو دولتمند گھروں میں پیدا نہ ہوئے تھے وہ مایوس ہو کر تحصیل حدیث کو چھوڑ نہ بیٹھے بلکہ بے حد محنت و جانفشانی کے ساتھ اس کے حاصل کرنے میں منہمک رہے۔ امام بخاری نے طلب حدیث میں تین روز گھاس اور جڑی بوٹیوں پر گذر کئے امام شافعی اپنی طالب علمی کے زمانے میں اتنے غریب تھے کہ کاغذ خریدنے کیلئے بھی پیسے میسر نہیں ہوتے تو وہ جن حدیثوں کو پڑھتے تھے ان کو ہڈی کے ٹکڑوں پر لکھ لیا کرتے تھے جنھیں وہ ایک تھیلے میں محفوظ رکھتے تھے۔ ابن ابی ذہب ابو حاتم اور بہت سے دوسرے محدثین نے اپنی غربت کی وجہ سے سخت دشواریوں کا مقابلہ کیا اور زیور علم سے مزین ہوئے ان ہی کاوشوں اور جانفشانیوں کا نتیجہ ہے کہ ان کی علمی قابلیت اس حد تک پہونچی ہوئی تھی کہ جن کی شہرت کا آوازا اکناف عالم میں گونجتا تھا اور ان میں ایسے ایسے حفاظ حدیث موجود تھے کہ جن کے خداداد حافظے کی دنیا داد دیتی تھی چنانچہ ایک مرتبہ محمد بن اسمٰعیل البخاریؒ بغداد تشریف لائے تو وہاں کے لوگوں کو آپ کی شہرت اور علمی کمال سنکر امتحان لینے کا شوق پیدا ہوا تو آپ کی خداداد قابلیت کے آزمانے کی یہ صورت نکالی کہ دس آدمیوں کو سو حدیثیں اسناد و متون کو تغیر و تبدل کر کے زبانی یاد کرا دی گئیں اور ان دسوں کو یہ وصیت کر دیگئی تھی کہ بخاریؒ آویں تو ان کے روبرو ان حدیثوں کو پڑھنا چنانچہ جب بخاری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو ان دس آدمیوں نے اپنی اپنی ان دسوں حدیثوں کو کہ جن کو تغیر و تبدل کا جامہ پہنایا گیا تھا پڑھکر سنایا اور ہر ایک کے پڑھنے کے بعد آپ فرمایا کرتے تھے لا اعرفہ یعنی میں ان حدیثوں کو اس طریقے سے نہیں پہچانتا ہوں ہر ایک کے پڑھنے کے بعد آپ نے ان حدیثوں کو مع ان کی اصل اسناد و متون کے پڑھکر سنا دیا اور تمام لوگوں کو بتلا دیا کہ یہ حدیث ایسے نہیں بلکہ ایسے ہے اس پر لوگوں کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی بلکہ ہر ایک شخص فرط تعجب سے انگشت بدنداں رہ گیا اور آپ کی

بزرگی و برتری کی دھاک لوگوں کے دلوں پر اور بیٹھ گئی عاشقان حدیث کی تعداد جو تاریخ حدیث کے مختلف دور میں گذرے ہیں بہت ہے جسکو احاطۂ تحریر میں لانے کیلئے ایک دفتر درکار ہے مثلاً صرف کوفہ میں جو وقت ابن سیرینؒ اس شہر میں گئے ہیں تو چار ہزار طالب علم حدیث موجود تھے۔ علی بن عاصم کے درس حدیث میں تین ہزار طلبہ شریک ہوتے تھے اسی طرح سلیمان بن حرب کے درس میں چالیس ہزار، عاصم بن علی کے درس میں دس لاکھ سے زائد، یزید بن ہارون کے درس میں ستر ہزار اور ابو مسلم الکجی کے درس میں ایک نہایت ہی کثیر تعداد طالبان حدیث کی شریک ہوتی تھی ان میں سے جو یادداشتیں لکھنے کے لئے دوات کا استعمال کرتے تھے ان کا شمار چالیس ہزار سے زائد تھا ایسے ہی بہت سے محدثین ایسے گذرے ہیں کہ جن کا حلقہ درس طالبان حدیث سے اس طریقہ سے پُر ہوتا تھا کہ جس سے دربار شاہی کی شان نمایاں ہوتی تھی۔

موضوعات مگر جہاں گل ہوتے ہیں وہاں خار بھی پائے جاتے ہیں جن غنچوں پر نسیم صبح کے روح افزا جھونکے چلتے ہیں ان پر آفتاب عالمتاب کی مرجھا دینے والی شعاعیں بھی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ پڑتی ہیں اسی طرح طالبان حدیث کی اتنی بڑی تعداد سب کی سب حزم و احتیاط کے لحاظ سے یکساں نہیں ہو سکتی تھی چنانچہ مختلف ادوار میں مختلف جماعتوں اور فرقوں کے عروج کے ساتھ ساتھ حدیث کے غیر محتاط ناقابل اور غیر مخلص طلبہ اور اساتذہ کی تعداد بھی بہت بڑھ گئی ان میں سے بعض نے اپنے اساتذہ کے انتخاب ہی میں بے پروائی برتی اور بعض اساتذہ سے ان حدیثوں کے بیان کرنے میں غلطیاں واقع ہو گئیں بعض ایسے تھے جنھوں نے چند حدیثوں کے متن یا اسناد میں جان بوجھکر ردو بدل کر دیا بعض نے ذاتی نفع کی خاطر یا اپنی جماعت کے فائدے کیلئے یا لوگوں کو خدا اور مذہب کے راستہ پر لگانے کیلئے ایک نیک مقصد کے ماتحت کچھ حدیثیں وضع بھی کر لیں غرض زندیقوں اور مختلف دنیاداروں اور اسلام کے دوست نما دشمنوں نے ہزاروں حدیثیں وضع کر کے تمام دنیائے اسلام میں پھیلا دیں ایک ممتاز انگریز نے سچ کہا ہے کہ ہر شخص اپنے منظور نظر کو مار ڈالتا ہے بہادر آدمی تلوار سے مارتا ہے اور بزدل بوسہ سے اسی طرح ان واضعان حدیث نے بھی فن حدیث کو فنا کر دینے کی کوشش کی لیکن علم حدیث کی تاریخ کے ہر دور میں ایک کثیر تعداد حق پسند خدا ترس متدین اور محتاط محدثین کی بھی تھی جو نہ تو اشخاص اور جماعتوں کی پرواہ کرتے تھے اور نہ کسی قوت اور رائے عامہ سے ڈرتے تھے ان کی زندگی کا واحد مقصد اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثوں کا حاصل کرنا ان کی اصالت اور صحت کو محفوظ رکھنا اور مسلمانوں میں ان کی اشاعت کرنا تھا انھیں حفاظ حدیث کی مایہ ناز ہستیاں تھیں جنھوں نے صحیح حدیثوں کو تمام علل و اسقام سے پاک کر کے اور موضوعات و ضعاف سے علیحدہ کر کے اپنے پسماندوں کے لئے ایک بہت بڑی علمی دولت چھوڑ گئے ہیں کہ جس پر آج ہم جسقدر ناز کریں کم ہے اور ان کی وہ تصنیفات کہ جس میں صحیح حدیثوں کے ذخیرے موجود ہیں اور ان کا وہ نظام اسناد جسے انھوں نے احادیث کے سلسلے میں قائم کیا۔ اور اسماء الرجال پر وہ لٹریچر جو انھوں نے احادیث کے باقاعدہ اور ناقدانہ مطالعہ کی غرض سے تیار کیا اور ان کی وہ کتابیں جن میں صحیح اور موضوع حدیثوں کو چھانٹنے کے لئے موضوعات سے بحث کی گئی ہے یہ سب آج بھی دنیا کی علمی تاریخ میں بے مثال ہیں۔

فقاہت:- محدثین کے بعد درجہ فقہائے اسلام کا ہے جو استنباط مسائل و استخراج احکام اور شریعت کے جزئیات کو

کماحقہ بیان کرنے والے تھے ان کی ذات بھی بنی نوع انسان کے لئے خدا کی تمام نعمتوں سے ایک بہت بڑی نعمت تھی فقاہت کا سلسلہ تو دور صحابہ ہی سے شروع ہوا ہے جسکو اگست سنہ ۵۳ء کے "محدث" میں پیش کر چکا ہوں مگر فقہائے صحابہ کے بعد بھی بہت بڑے بڑے فقیہہ ہوئے ہیں جن کے تبحر فقہی پر روشنی ڈالنی محال نہیں تو مشکل تو ضرور ہے اسلئے دو ایک کے حالات فقہی اور تبحر علمی کو مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتا ہوں جس سے ناظرین کے سامنے فقہائے اسلام کی علمی قابلیت کا اندازہ لگانے کے لئے ایک مختصر سا خاکہ کھنچ جائیگا امام... ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقاہت میں مشہور روزگار رہے جن کی فقاہت کا چرچا زبان زد خلائق تھا عالم طالب العلمی ہی سے آپ کی پیشانی سے قوت استنباط اور خداداد فقاہت کی جھلک نمایاں تھی چنانچہ آپ کی تمامتر توجہ اور بیشتر التفات فقہ وقیاس کے حاصل کرنیکی جانب تھی اسی لئے آپ بعد میں امام اہل الرائے کے لقب سے ملقب ہوئے آپ بڑی جانفشانی سے فقہ کی تعلیم حاصل کرتے جس زمانہ میں آپ حماد بن سلمہ کے خرمن علم سے خوشہ چینی کر رہے تھے اسوقت آپ کے علاوہ کوئی استاد کے سامنے نہ بیٹھتا تھا دس برس تک ان کی صحبت میں اپنی تشنگی علم کو سیراب کرتے رہے ایک روز حمادؒ آپ کو اپنی جگہ پر بٹھا کر باہر تشریف لیگئے اس اثناء میں جسقدر رسائل و مستفتی آئے سبھوں کے استفتا کا سیر حاصل جواب دیتے رہے ایسے مسئلے بھی آئے جو استاد سے نہ سنے تھے استاد کی واپسی پر مسائل مذکورہ کو خدمت میں پیش کئے جو ساٹھ تھے استاد نے چالیس سے اتفاق کیا بیس سے اختلاف، جسوقت امام ابوحنیفہؒ کے سامنے کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو اس کے متعلق اگر کوئی حدیث صحیح ہوتی تو اس کی پیروی کرتے یا آثار صحابہ دیکھتے ورنہ قیاس کرتے اور نہایت ہی بہتر قیاس کرتے آپ کے شاگرد بھی بڑے بڑے جلیل القدر فقہا تھے چنانچہ ایک روز وکیعؒ کی مجلس میں کسی نے کہا ابوحنیفہؒ نے خطا کی، وکیع نے کہا ابوحنیفہؒ کس طرح خطا کر سکتے ہیں حالانکہ ابو یوسف وزفر جیسے صاحب قیاس اور یحیٰ بن زائدہ اور حفص بن غیاث حبان اور مندل جیسے حافظان حدیث اور قاسم بن معن جیسا لغت اور ادب کا جاننے والا اور داؤد طائی اور فضیل بن عیاض جیسے زاہد و پارسا ان کے ساتھ ہیں جس کے ایسے ہمنشین ہوں وہ غلطی نہیں کر سکتا لیکن حق یہ ہے کہ بقولے المجتہد[ف] قد یخطی وقد یصیب امام صاحب سے بھی مسائل میں غلطیاں ہوئیں اور بہت سے ان کے اجتہادات صحیح احادیث کے خلاف ہیں کاش ان پر انصاف اور بے تعصبی کی نگاہ ڈالی جائے الغرض کہ آپ کی فقاہت مشہور عالم تھی ایسے ہی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی اور کمالات فقہی سے کون ناواقف ہے ہر وہ شخص جو آپ کی کتاب موطا کا مطالعہ کریگا وہ آپ کے تبحر علمی اور نکتہ سنجی کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا آپ کے خرمن حدیث وفقہ سے خوشہ چینی کرنے کے لئے اکناف عالم سے اس قدر لوگ آتے کہ آپ کے دروازہ پر اتنا بڑا مجمع ہو جاتا جیسے کہ کسی بادشاہ کے استقبال کے لئے اسکی رعایا جمع ہوتی ہے آپ نے اپنے دروازہ پر ایک دربان مقرر کر رکھا تھا جو پہلے آپ کی اجازت سے خواص کو اندر داخل ہونے دیتا پھر عوام کو اذن عام دیتے اور ہر ایک اس چشمہ علم و معرفت سے سیرابی حاصل کرتا اور اپنے دامن مراد کو بھر کر اپنے وطن کو لوٹ جاتا ایسے ہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی و قوت استنباط و دقت نظری آپ کی مصنفہ کتاب الام کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو فقاہت وغیرہ میں کسقدر خداداد قابلیت و مہارت تامہ حاصل تھی ایسے ہی جو شخص مسند احمد کا مطالعہ کریگا اس پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی شان فقاہت وحدیث دانی کماحقہ منکشف ہو جائیگی تطویل کے خوف سے ان لوگوں کے محدثانہ و مجتہدانہ حالات و کیفیات کو نظر انداز کرتا ہوں۔

[ف] یعنی مجتہد سے غلطی اور صواب دونوں ممکن ہے ۱۲

تاریخ

مسلمانوں میں ایسے زبردست مورخین گذرے ہیں کہ جن کی نظیر دنیا پیش کرنے سے عاجز ہے اور جن کی علمی قابلیت کا ثبوت آج ہمیں ان کی تصنیفات دے رہی ہیں ان کی تعداد اسقدر ہے کہ احاطۂ تحریر میں لانا دشوار ہے حاجی خلیفہ نے اپنی کتاب کشف الظنون میں بارہ۱۲سو مسلمان مورخین کے نام لکھے ہیں منجملہ ان مورخین اسلام کے ابوجعفر محمد بن جریر طبری بھی ہیں جنھوں نے نویں صدی عیسوی کے آخر میں ایک عام تاریخ ابتدائے عالم سے ۹۲۲ء تک کی مع اسناد لکھی ہے مسعودی بھی مشاہیر مورخین اسلام میں سے ہیں انھوں نے کئی تاریخیں لکھی ہیں مثلاً تاریخ اخبار الزماں اور مروج الذہب وغیرہ ایسی شہرۂ آفاق کتابیں ہیں کہ جن کو ہر خاص وعام جانتا ہے ان کے متعلق موسیو کاترمیر لکھتا ہے کہ جب ہم اس مورخ کی تصنیفات پر نظر ڈالتے ہیں تو حقیقت میں ان مختلف مضامین کو جن پر اس نے اکثر لکھا ہے اور جس طرح اس نے بڑے مسائل کو حل کیا ہے دیکھ کر سخت حیرت ہوتی ہے اس زمانہ پر کہ جس میں وہ تھا اس کا علم نہایت ہی وسیع تھا اس نے نہ فقط عربوں کی کل تاریخوں کا مطالعہ کیا تھا بلکہ اس نے یونانیوں اور رومیوں کی اور کل نئی اور پرانی اقوام مشرق کی تاریخیں تفصیل کے ساتھ دیکھی تھیں اور دیگر مورخین اسلام نے بھی مختلف کتابوں میں اپنے علمی ذخیروں کو جمع کیا ہے ان میں سے ایک مشہور تاریخ ابوالفرج کی ہے اور علامہ بلاذری کی بیش بہا تصانیف سے فتوح البلدان بےحد مقبول اور ممتاز ہے۔ ابن خلدون نے ایک مشہور کتاب تاریخ ابن خلدون کے نام سے لکھی ہے جسکو انھوں نے بیس سال کے عرصہ میں تیار کیا ہے۔ حاجی خلیفہ کی کتاب کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ہے جس میں انھوں نے اٹھارہ ہزار پانسو مختلف التصانیف اور ان کے مصنفین کی مختصر سوانح درج کی ہیں۔

علوم ادب

مسلمانوں نے جہاں دوسرے علوم وفنون کی سرپرستی کی ہے اور اس کے نشوونما میں حصہ لیا ہے وہاں صرف ونحو علم معانی وبیان کی بھی بہت کچھ خدمتیں کی ہیں۔ سکاکی۔ جرجانی وعلامہ تفتازانی کی شخصیتوں سے آج کون واقف نہیں کہ جن کی تصنیفات آج ہمارے سامنے داد تحسین طلب کرنے کیلئے موجود ہیں اور دیگر لوگوں نے بھی فن معانی وبیان میں کثرت سے تصنیفیں کی ہیں چنانچہ کاسیری نے اس کوریل کے کتب خانہ میں جہاں صرف اندلس کی تھوڑی سی بچی بچائی کتابیں رہ گئی تھیں تین سو تصنیفات صرف معانی اور بیان پر پائیں سیبویہ اور خلیل جیسے نحوی سے کون واقف نہیں ہے بلکہ عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والا شخص بھی ان کے ناموں اور ان کے ایجاد کردہ نحوی مسائل سے واقف ہوگا اور رہتی دنیا تک ان کے اسماء لوگوں کی زبان پر جاری رہیں گے۔

سلاطین کی خدمات علمیہ

مسلمانوں نے جس طریقہ سے علوم وفنون کی خدمات انجام دی ہیں ویسے ہی سلاطین اسلام نے بھی علوم کی نشوونما میں ہاتھ بٹایا ہے اور تعلیم وتعلم میں اپنے مالوں کو پانی کی طرح بہا دیا ہے اور بڑے بڑے مدرسے ویونیورسٹیاں قائم کی ہیں چنانچہ نظام الملک حسن بن علی جب تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں تو جس طریقہ سے امور سلطنت کی انجام دہی میں کوشش وکاوش کی ویسے ہی تعلیم کی اشاعت وترقی میں عرق ریزی سے کام لیا آپ نے تمام ممالک اسلامیہ میں چشمۂ علم ومعرفت کو جاری کیا اور ہر گوشے اور زاویے میں مکاتب ومدارس قائم کئے حتیٰ کہ کوئی شہر ایسا نہ تھا کہ جس میں ان کا تعمیر کردہ مدرسہ موجود نہ ہو علامہ قزوینی نے آثار البلاد میں بیان کیا ہے کہ اس کے زمانہ میں مدارس کا سالانہ خرچ چھ لاکھ اشرفیاں تھیں اس کے علاوہ اپنی کل جاگیرات کا دسواں حصہ تعلیم کے